سورة يوسف

آيات ٦٩ - ٨٠

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۶۹
فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝۷۰
قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝۷۱ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا
بِهٖ زَعِيْمٌ ۝۷۲ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۝۷۳ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ
اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۝۷۴ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝۷۵
فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ
لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ
۝۷۶ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ
شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝۷۷ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا
مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۷۸ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ
اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝۷۹ ع

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ - اور جب وہ داخل ہوئے (پہنچے) یوسف کے پاس

اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ - تو (یوسف نے) جگہ دی اپنے بھائی کو اپنے پاس

آوٰی یُئوِي ، إیواءً جگہ دینا، پناہ دینا (IV)

قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ - (یوسف نے) کہا کہ بے شک میں تمہارا بھائی ہوں

فَلَا تَبْتَىِٕسْ - پس تم دل برداشتہ نہ ہو (ب أ س)

اِبْتَئَسَ يَبْتَئِسُ ، اِبْتِئَاسٌ - رنج کرنا، غم کرنا (VIII)

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - اس پر جو یہ کرتے ہیں

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ - پھر جب اس نے تیار کروایا ان کی ضرورت کا سامان

جَعَلَ السِّقَايَةَ - (تو) اس رکھ دیا پینے کے پیالے کو

سِقَايَة - پانی پلانا، پانی پینے کا برتن، پیالہ، آب خورہ

اردو: ساقی، سقّا (پانی پلانے والا)، سقائی، استسقاء

فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ - اپنے بھائی کے تھیلے میں

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ - پھر آواز دی ایک آواز دینے والے نے

اَذَّنَ يُؤَذِّنُ ، تَاْذِيْنٌ - اعلان کرنا، اذان دینا (II)

مُؤَذِّنٌ - اعلان کرنے والا، اذان دینے والا

اَيَّتُهَا الۡعِيۡرُ اِنَّكُمۡ لَسٰرِقُوۡنَ ۝ قَالُوۡا وَاَقۡبَلُوۡا عَلَيۡهِمۡ مَّا ذَا تَفۡقِدُوۡنَ ۝ قَالُوۡا نَفۡقِدُ صُوَاعَ الۡمَلِكِ وَلِمَنۡ جَآءَ بِهٖ حِمۡلُ بَعِيۡرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيۡمٌ ۝

اَيَّتُهَا الۡعِيۡرُ - اے قافلے والو

عِيْر - کاروان، قافلہ

اِنَّكُمۡ لَسٰرِقُوۡنَ - بیشک تم لوگ یقیناً چوری کرنے والے ہو

سٰرِقُوْن ، سَارِق - کی جمع (چور)

قَالُوۡا وَاَقۡبَلُوۡا عَلَيۡهِمۡ - اُنھوں نے کہا، اور وہ سامنے ہوئے ان کے

(متوجہ ہوئے ان کی طرف)

مَّا ذَا تَفۡقِدُوۡنَ - کیا چیز کھو گئ ہے تمہاری؟

فَقَدَ يَفْقِدُ ، فَقْدٌ و فُقْدَانٌ - کسی چیز کا نہ پانا، گم ہو جانا

اردو: فقدان، مفقود، فقید (نایاب)- فقید المثال

قَالُوۡا نَفۡقِدُ - ہم گم پاتے ہیں

صُوَاعَ الۡمَلِكِ - بادشاہ کا پینے کا پیالہ

صُوَاعَ - پینے کا بڑا برتن جس سے پیا بھی جاتا ہے اور ماپا بھی جاتا ہے

صُوَاعَ کی جگہ پہ گزشتہ آیت (۷۰) میں سِقَايَةَ استعمال ہوا ہے
دونوں میں کوئی اختلاف نہیں دو لفظ اس برتن کے دو استعمالات کے لیے

وَلِمَنۡ جَآءَ بِهٖ - اور جو شخص لائے گا اُسے

حِمۡلُ بَعِيۡرٍ - ایک اونٹ بھر غلّہ ہے (اس کے لیے)

حِمْل - وزن، بھار

بَعِيْر - اونٹ

وَّاَنَا بِهٖ زَعِيۡمٌ - اور میں اس کا ضامن ہوں

زَعَمَ يَزْعُمُ ، زَعْمًا گمان کرنا (صحیح یا غلط)

زَعُمَ يَزْعُمُ ، زَعَامَةً امیر، سردار
یا لیڈر ہونا، ضامن/ کفیل ہونا

زَعِيم - سردار، لیڈر، ضامن، کفیل

اردو: زعما (لیڈر) مزعوم (نام نہاد)، زعم

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۵﴾

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ - ان لوگوں نے کہا اللہ کی قسم تم یقیناً جانتے ہو

تَاللّٰهِ : ت حرفِ قسم

(قسمیہ الفاظ کی تفصیل آگے اضافی مواد کے حصے میں)

مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ - ہم نہیں آئے کہ زمین میں فساد کریں

جَآءَ یَجِیْٓءُ ، مَجِیْٓءٌ : آنا

وَ مَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ - اور نہ (ہی) ہم چوری کرنے والے ہیں

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ - ان لوگوں نے کہا تو کیا اس کا بدلہ ہے

اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ - اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ - ان لوگوں نے کہا اس کا بدلہ

مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ - جس کے سامان سے (وہ پیالہ) نکلے

وَجَدَ یَجِدُ ، وَجْدًا : پانا

فَهُوَ جَزَآؤُهٗ - تو وہ ہی اس کا بدلہ ہے

كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ - اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں ایسے ظالموں کو

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا
الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿٧١﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا
لِنُفْسِدَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٥﴾

یہ لوگ یوسف (علیہ السلام) کے حضور پہنچے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس الگ بلا لیا اور اسے بتادیا کہ "میں تیرا وہی بھائی ہوں (جو کھویا گیا تھا)۔ اب تو ان باتوں کا غم نہ کر جو یہ لوگ کرتے رہے ہیں، جب یوسف (علیہ السلام) ان بھائیوں کا سامان لدوانے لگا تو اس نے اپنے بھائی کے سامان میں اپنا پیالہ رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا "اے قافلے والو، تم لوگ چور ہو، انھوں نے پلٹ کر پوچھا "تمہاری کیا چیز کھوئی گئی؟ "سرکاری ملازموں نے کہا "بادشاہ کا پیمانہ ہم کو نہیں ملتا " (اور ان کے جمعدار نے کہا) "جو شخص لا کردے گا اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ انعام ہے، اس کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ " ان بھائیوں نے کہا "خدا کی قسم، تم لوگ خوب جانتے ہو کہ ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے ہیں اور ہم چوریاں کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ "انھوں نے کہا " اچھا، اگر تمہاری بات جھوٹی نکلی تو چور کی کیا سزا ہے؟ بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے ہمارے یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے

محمد اقبال

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ
السِّقَايَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ
صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا
سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

When they presented themselves before Joseph, he took his brother aside to himself and said: "Verily I am your own brother Joseph; so do not grieve over the manner they have treated you.
Then, while Joseph was having their provisions loaded, he put his drinking-cup in his brother's saddlebag.56 And then a herald cried: "Travellers, you are thieves.
Turning back they asked: "What have you lost?
The officials said: "We have lost the king's cup." (And their chief added): "He who brings it shall have a camel-load of provisions, I guarantee that.
The officials said: "We have lost the king's cup." (And their chief added): "He who brings it shall have a camel-load of provisions, I guarantee that.
The officials said: "If you are lying, what will be the penalty for him who has stolen?
They replied: "He in whose saddlebag the cup is found, he himself shall be its recompense." Thus do we punish the wrong-doers.

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ
لَسٰرِقُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿٧١﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿٧٢﴾

بھائی پر افشائے راز

- برادرانِ یوسف جب اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے کر مصر میں حضرت یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو (اسرائیلی روایات کے مطابق) یوسف علیہ السلام نے انھیں بڑی عزت واحترام سے ٹھہرانے کا حکم دیا
- اس دوران آپ نے اپنے بھائی (بنیامین) کو تنہائی میں اپنے پاس بلا کر ان کو آگاہ کر دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں، تم ان بد سلوکیوں کا کچھ رنج نہ کرو جو یہ سب بھائی تم سے کرتے رہے ہیں ،اب گھبرانے کی کوئی بات نہیں، ان کی بد سلوکیوں کا دور ختم ہوا چاہتا ہے
- قریناً، اس موقع پر یوسف (علیہ السلام) نے بھائی کو اپنی اس تدبیر سے آگاہ کر دیا ہوگا جو وہ ان کو اپنے پاس روکنے کے لیے اختیار کرنے والے تھے تاکہ آگے جو حالات پیش آنے والے ہیں ان میں وہ مطمئن رہیں

بھائی بنیامین کو روکنے کے لئے خفیہ تدبیر

- حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں کے سامان کو تیار کرتے وقت اپنے پانی پینے کے مخصوص برتن کو بنیامین کے سامان میں رکھ دیا (الفاظ اور حالات کا قرینے سے یہ ظاہر ہورہا ہے کہ یوسف (علیہ السلام) نے بذات خود بنیامین کے سامان میں پیالہ رکھ دیا تھا۔اور وہ چاہتے تھے کہ دوسروں کو اس منصوبے کا علم نہ ہو)
- جب ملازمین کو یہ پیمانہ/پیالہ نہ ملا تو انہوں نے برادرانِ یوسفؑ کے قافلے کو مخاطب ہو کر ان پر چوری کا الزام لگایا، اور بتایا کہ شاہی پیمانہ کھو یا گیا ہے تو جو اس کو لائے گا اس کو ایک اونٹ غلہ انعام ملے گا

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ۝ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ۝ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ۝

- برادرانِ یوسفؑ نے اپنے اوپر یہ عجیب و غریب اور توہین آمیز الزام سن کران سرکاری اہلکاروں سے کہا کہ ہم اپنے ملک و قوم کے اعیان واشراف میں ہیں۔ چوری سے ہمیں واسطہ کیا
- انہوں نے قسم کھا کر جواب دیا کہ آپ لوگوں کو اچھی طرح علم ہے کہ ہم اس ملک میں فساد برپا کرنے نہیں آئے اور ہم چوری کرنے والے لوگ نہیں ہیں
- سرکاری اہلکاروں انھوں نے پوچھا کہ اگر تم جھوٹے نکلو اور مال مسروقہ تمہارے پاس سے نکل آئے تو پھر تمہاری کیا سزا ہوگی
- انھوں نے کہا کہ جس کے سامان میں کٹورا ملے وہی اس کے بدلہ میں روک لیا جائے، ہمارے ہاں اس کی یہی سزا ہے
- اس کا یہ مطلب نہیں کہ چوری کرنے والا ساری عمر کے لیے غلام بنالیا جاتا تھا، چوری کی یہ سزا (عمر بھر کی غلامی) کسی نبی کی شریعت میں نہیں رہی ہے۔ (مفسرین نے مختلف روایات کے حوالے سے لکھا ہے کہ چوری کی سزا میں غلامی کی مدت ایک سال ہوتی تھی —حوالہ مجمع البیان)

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ - پھر شروع کیا (تلاش کرنا) ان کے تھیلوں میں

بَدَاَ يَبْدَؤُ ، بَدْءً - ابتدا کرنا، شروع کرنا

(و ع ي) وَعِيَ يَعَى ، وَعْيًا - جمع کرنا، یاد رکھنا

أَوْعِيَة ، وِعَاء کی جمع (تھیلے، برتن وغیرہ

قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ - اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے

وِعَاء : ہر وہ شے جس میں کوئی چیز محفوظ کی جائے (تھیلا، توشہ، برتن)

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا - پھر اس نے نکالا اس (پیالے) کو

اِسْتَخْرَجَ يَسْتَخْرِجُ ، اِسْتِخْرَاجٌ - نکالنا (X)

مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ - اپنے بھائی کے تھیلے سے

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ - اس طرح ہم نے خفیہ تدبیر کی یوسفؑ کے لیے

مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ - نہیں تھا (اختیار) کہ (یوسفؑ) پکڑتا اپنے بھائی کو

فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ - بادشاہ کے قانون کے مطابق

دِيْن : جزا اور حساب، قانون، شریعت، اطاعت و بندگی

اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ - سوائے اس کے کہ چاہتا اللہ

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ - بلند کر دیتے ہیں ہم مرتبے جس کے چاہیں

وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ - اور تمام علم والوں سے بالاتر ایک علم والا ہے

فَوق - اوپر

قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ - انھوں نے کہا: اگر اس نے چوری کی ہے (تو کچھ عجب نہیں)

فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ - تو چوری کرچکا ہے ایک بھائی اس کا اس سے پہلے

فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ - تو چھپایا اس (بات) کو یوسفؑ نے اپنے جی میں

اَسَرَّ یُسِرُّ ، اِسْرَارٌ - چھپانا (IV)

وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ - اور ظاہر نہیں کیا اس (بات) کو ان کے لیے

اَبْدٰی یُبْدِیْ ، اِبْدَآءٌ - ظاہر کرنا (IV)

قَالَ اَنْتُمْ - (اپنے جی میں) کہا تم لوگ

شَرٌّ مَّكَانًا - تم تو بدتر ہو درجے میں

مَكَانًا - مکان، جگہ، درجہ، مرتبہ، مکین

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ - اور اللہ خوب جاننے والا ہے

بِمَا تَصِفُوْنَ - اس کو جو تم لوگ بتاتے ہو

(و ص ف) وَصَفَ یَصِفُ ، وَصْفٌ - بیان کرنا، رائے کا اظہار کرنا

فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ أَخِيهِ ۚ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي
دِينِ الْمَلِكِ إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوٓا إِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ
لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿٧٧﴾

تب یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائی سے پہلے ان کی خرجیوں کی تلاشی لینی شروع کی، پھر اپنے بھائی کی خرجی سے گم شدہ چیز برآمد کرلی۔۔ اس طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی تائید اپنی تدبیر سے کی۔ اس کا یہ کام نہ تھا کہ بادشاہ کے دین (یعنی مصر کے شاہی قانون) میں اپنے بھائی کو پکڑتا اِلّا یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے۔ ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کردیتے ہیں، اور ایک علم رکھنے والا ایسا ہے جو ہر صاحب علم سے بالاتر ہے۔ ان بھائیوں نے کہا "یہ چوری کرے تو کچھ تعجّب کی بات نہیں، اس سے پہلے اس کا بھائی (یوسف (علیہ السلام)) بھی چوری کرچکا ہے۔" یوسف (علیہ السلام) ان کی یہ بات سن کر پی گیا، حقیقت ان پر نہ کھولی، بس (زیرِ لب) اتنا کہہ کر رہ گیا کہ "بڑے ہی برے ہو تم لوگ، (میرے منہ در منہ مجھ پر) جو الزام تم لگا رہے ہو اس کی حقیقت خدا خوب جانتا ہے۔"

محمد اقبال

فَبَدَاَ بِاَوۡعِيَتِهِمۡ قَبۡلَ وِعَآءِ اَخِيۡهِ ثُمَّ اسۡتَخۡرَجَهَا مِنۡ وِّعَآءِ اَخِيۡهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدۡنَا لِيُوۡسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاۡخُذَ اَخَاهُ فِىۡ
دِيۡنِ الۡمَلِكِ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ ؕ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوۡۤا اِنۡ يَّسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ
لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوۡسُفُ فِىۡ نَفۡسِهٖ وَلَمۡ يُبۡدِهَا لَهُمۡ ۚ قَالَ اَنۡتُمۡ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَصِفُوۡنَ ﴿۷۷﴾

Then Joseph began searching their bags before searching his own brother's bag. Then he brought forth the drinking-cup from his brother's bag. Thus did We contrive to support Joseph. He had no right, according to the religion of the king (i.e. the law of Egypt), to take his brother, unless Allah so willed. We exalt whomsoever We will over others by several degrees. And above all those who know is the One Who truly knows.

They said: "No wonder that he steals for a brother of his stole before." But Joseph kept his reaction to himself without disclosing the truth to them. He merely said to himself: "You are an evil lot. Allah knows well the truth of the accusation that you are making against me (to my face).

فَبَدَاَ بِاَوۡعِيَتِهِمۡ قَبۡلَ وِعَآءِ اَخِيۡهِ ثُمَّ اسۡتَخۡرَجَهَا مِنۡ وِّعَآءِ اَخِيۡهِ‌ؕ كَذٰلِكَ كِدۡنَا لِيُوۡسُفَ‌ؕ مَا كَانَ لِيَاۡخُذَ اَخَاهُ فِىۡ دِيۡنِ الۡمَلِكِ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ‌ؕ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ‌ؕ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ ﴿۷۶﴾

حضرت یوسف کا حسن تدبیر :

- اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے سامان کی تلاشی لی تو اپنے بھائی کے تھیلے سے پیمانہ کو برآمد کرلیا۔
- آپ ان سے پہلے ہی اقرار کرواچکے تھے کہ اگر مالِ مسروقہ ان میں سے کسی سے برآمد ہوا تو اس کی سزا انہی کے قانون و رواج کے مطابق دی جائے گی (نہ کہ مصر کے قانون کے مطابق)
- مصر کے قانون کے مطابق آپ اس واقعے کے بعد اپنے بھائی کو اپنے پاس نہ رکھ سکتے تھے (کہ ملک کا قانون چور کے بارے میں مار پیٹ اور قید کا تھا) ۔اس بنا پر آپ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے دوسری تدبیر کی جس سے آپ اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ سکتے تھے۔ یہ وہ بات ہے جسے قرآنِ مجید نے بیان فرمایا ہے :
- مَا كَانَ لِيَاۡخُذَ اَخَاهُ فِىۡ دِيۡنِ الۡمَلِكِ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔ یعنی یہ بات حضرت یوسف کی شان پیغمبری کے شایاں نہ تھی کہ وہ اپنے ایک ذاتی معاملہ میں اسلامی شریعت کی بجائے شاہ مصر کے قانون پر عمل کرتے ۔اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین تدبیر یوسف علیہ السلام کو سجھائی، یہی وہ چیز ہے جسے بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان اور اپنی علمی برتری سے تعبیر فرمائی
- ۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

یوسف علیہ السلام کی تدبیر پر اشکال!

○ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جائز تھا کہ ایک بے گناہ شخص پر چوری کا الزام لگایا جاتا، ایسا الزام کہ جس کے اثرات نے باقی بھائیوں کو بھی کسی حد تک اپنی لپیٹ میں لے لیا؟

← اس سوال کا جواب خود واقعے میں موجود ہے اور وہ یہ کہ یہ معاملہ خود بنیامین کی رضامندی سے انجام پایا تھا کیونکہ یوسف (علیہ السلام) نے پہلے اپنے آپ کو اس سے متعارف کروایا تھا اور وہ جانتا تھا کہ یہ منصوبہ خود اس کی حفاظت کے لیے بنایا گیا ہے۔ اور اس سے بھائیوں پر بھی کوئی تہمت نہیں لگی البتہ انھیں اضطراب اور پریشانی ضرور ہوئی جس میں کہ ایک اہم امتحان کی وجہ سے کوئی ہرج نہ تھا۔

← یہ ایک ایسی تدبیر تھی جس میں توریے کا سا انداز تھا اور اس سے مقصود کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اس پورے خاندان کو آپس میں ملانا تھا۔ اس تدبیر کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تدبیر یوسف علیہ السلام کی نہیں تھی، یہ تدبیر ہماری تھی (کَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ)۔ اس لیے اس بارے میں یہ خیال نہ آنا چاہیے کہ ایسی تدبیر اختیار کرنا شانِ نبوت کے منافی ہے

← یہاں پر یہ نکتہ بھی لائق توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اختیار بھی مطلق ہے اور اس کا علم بھی ہر شے پر محیط ہے۔ اللہ کو تو علم تھا کہ یہ عارضی سا معاملہ ہے اور اس سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

مَا كَانَ لِيَاۡخُذَ اَخَاهُ فِىۡ دِيۡنِ الۡمَلِكِ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ‌ؕ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ‌ ؕ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ‏ ﴿۷۶﴾

لفظ "دین" کی تعریف

- لفظ "دین" کی تعریف کے اعتبار سے قرآن کی یہ آیت بہت اہم ہے
- یہاں دِيْنِ الْمَلِكِ (بادشاہ کے دین) سے مراد وہ نظام ہے جس کے تحت بادشاہ اس پورے ملک کو چلا رہا تھا، جس میں بادشاہ اقتدار اعلیٰ (Sovereignty) کا مالک تھا۔ اس کا اختیار مطلق تھا، اس کا ہر حکم قانون تھا اور پورا نظام سلطنت و مملکت اس کے تابع تھا
- اس حوالے سے " دِينُ الله " کی اصطلاح بہت آسانی سے واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اگر اللہ کے اقتدار (Sovereignty) اور اختیار مطلق کو تسلیم کرکے پورا نظام زندگی اس کے تابع کر دیا جائے تو یہی " دِينُ الله " کا عملی ظہور ہوگا۔ یہی وہ کیفیت تھی جو " دِينُ الله " کے غلبے کے بعد جزیرہ نمائے عرب میں پیدا ہوتی تھی اور جس کی گواہی سورۃ النصر میں اس طرح دی گئی ہے :
(إِذَا جَآءَ نَصۡرُ ٱللَّهِ وَٱلۡفَتۡحُ ۝ وَرَأَيۡتَ ٱلنَّاسَ يَدۡخُلُونَ فِي دِينِ ٱللَّهِ أَفۡوَاجا)
- " دین الجمہور " جیسا کہ مغربی لبرل ڈیموکریسی کے نظام میں ہے، اگر قانون سازی کا مطلقاً اختیار جمہور یعنی عوام یا عوام کے نمائندوں کو حاصل ہو (اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے تصور اور عملی نفاذ کے بغیر) اور وہ جسے چاہیں جائز قرار دیں اور جسے چاہیں ناجائز، تو یہ اللہ کی حاکمیت میں شرکت اور یہ نظام کفر اور شرک کا نظام ہے۔ یہ اللہ کے بھیجے ہوئے الٰہی قانون، نبی اکرم ﷺ کی شریعت اور آپ ﷺ کے طریقے کے خلاف ایک نظام ہے

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ - ان لوگوں نے کہا اے عزیز

عَزِيْز - صاحب اقتدار

اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا - در حقیقت اس کا والد بہت بوڑھا ہے

اَبًا - باپ

شَيْخًا - بوڑھا

فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ - پس آپ رکھ لیں ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ

اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ - یقیناً ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نیک آدمی ہیں

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ - (یوسف نے) کہا: اللہ کی پناہ

اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ - کہ ہم پکڑیں سوا اس کے

وَّجَدْنَا - ہم نے پایا

مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ - اپنا سامان جس کے پاس

مَتَاع - سامان

اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ - پھر تو ضرور ظلم کرنے والے ہوں گے

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ
مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

انھوں نے کہا "اے سردار ذی اقتدار (عزیز)، اس کا باپ بہت بوڑھا آدمی ہے، اس کی جگہ آپ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجیے، ہم آپ کو بڑا ہی نیک نفس انسان پاتے ہیں۔

"یوسف (علیہ السلام) نے کہا" پناہ خدا، دوسرے کسی شخص کو ہم کیسے رکھ سکتے ہیں، جس کے پاس ہم نے اپنا مال پایا ہے اس کو چھوڑ کر دوسرے کو رکھیں گے تو ہم ظالم ہوں گے۔

They said: "O powerful chief (al-aziz)! His father is an age-stricken man, (and in order that he may not suffer) seize one of us in his stead. We indeed consider you an excellent person.

Joseph said: "Allah forbid that we should seize any except him with whom we found our good. Were we to do so, we would surely be one of the wrong-doers."

محمد اقبال

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

برادران یوسف کی لجاجت

- برادران یوسف نے جب دیکھا کہ معاملہ بہت بگڑ گیا ہے۔ بن یامین کے سامان سے پیالہ پکڑے جانے کے بعد صرف عزت ہی کو نقصان نہیں پہنچا بلکہ بن یامین کی واپسی بھی ناممکن ہو گئ ہے۔ ہم اپنے والد ماجد کو جس طرح پختہ عہد دے کر آئے تھے کہ ہم ہر صورت میں بھائی کو ساتھ لے کے آئیں گے تو اب ہم کس منہ سے ان کے پاس جائیں۔ ایک ہی راستہ نظر آیا کہ عزیز کی خوشامد کی جائے
- انہوں نے حضرت یوسفؑ کو خاص سرکاری خطاب ' عزیز ' سے جو مصر کے اعلی سرکاری عہدہ داروں کے لیے مخصوص تھا۔ مخاطب کر کے نہایت لجاجت سے عرض کہ حضور ! اس کا باپ بہت بوڑھا ہو چکا ہے تو آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو روک لیجیے اور اس کو رہا کر دیجیے ہم آپ کو ایک نہایت محسن آدمی سمجھتے ہیں امید ہے کہ آپ ہمیں اپنے احسان سے محروم نہ فرمائیں گے۔

حضرت یوسف کا جواب

- حضرت یوسف (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ اس بات سے اللہ کی پناہ کہ ہم اس کے سوا کسی کو پکڑیں جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہم نہایت ظالم ٹھہریں گے۔ یہاں حضرت یوسف (علیہ السلام) کی یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ وہ یہ نہیں فرماتے کہ ہم اس کے سوا کسی کو پکڑیں جس نے ہماری چیز چرائی ہے، بلکہ محتاط الفاظ میں یوں فرماتے ہیں کہ اس کے سوا کسی کو پکڑیں جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے۔ اسی کو اصطلاح شرع میں " توریہ " کہتے ہیں، یعنی حقیقت پر پردہ ڈالنا، یا امر واقعہ کو چھپانا جب کسی مظلوم کو ظالم سے بچانے یا کسی فساد کو دفع کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہ ہو (توریہ کی تفصیل آگے)

فَلَمَّا اسۡتَيۡـَٔسُوۡا مِنۡهُ خَلَصُوۡا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيۡرُهُمۡ اَلَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اَبَاكُمۡ قَدۡ اَخَذَ عَلَيۡكُمۡ مَّوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنۡ قَبۡلُ مَا فَرَّطْتُّمۡ فِىۡ يُوۡسُفَ‌ ۚ فَلَنۡ اَبۡرَحَ الۡاَرۡضَ حَتّٰى يَاۡذَنَ لِىۡۤ اَبِىۡۤ اَوۡ يَحۡكُمَ اللّٰهُ لِىۡ‌ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿۸۰﴾

فَلَمَّا اسۡتَيۡـَٔسُوۡا مِنۡهُ - پھر جب وہ ناامید ہوگئے اس (یوسفؑ) سے

اِسْتَیْئَسَ یَسْتَیْئِسُ ، اِسْتِیْئَاسٌ - ناامید ہونا (X)

(ي أ س) اردو: یاس، مایوس، یاسیت

اِسْتَیْئَسَ (X) میں مبالغہ ہے

خَلَصُوۡا نَجِيًّا - تو وہ الگ ہوئے سرگوشی (مشورہ) کرتے ہوئے

(ن ج و) نَجَا یَنْجُو ، نَجْوًا و نَجْوَی - کسی سے راز کی بات پوشیدہ کہنا، الگ جگہ تلاش کرنا

اردو: نجات، مناجات، استنجا

خَلَصَ یَخْلُصُ ، خُلُوْصٌ - الگ ہونا، اکیلے ہونا

قَالَ كَبِيۡرُهُمۡ - کہا ان کے بڑے (بھائی) نے

اَلَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اَبَاكُمۡ - کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے والد نے

قَدۡ اَخَذَ عَلَيۡكُمۡ - یقیناً لیا ہے تم لوگوں پر

مَّوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ - ایک پختہ وعدہ اللہ (کے نام) سے

وَمِنۡ قَبۡلُ مَا فَرَّطْتُّمۡ - اور اس سے پہلے بھی جو کوتاہی کر چکے ہو تم

فَرَّطَ یُفَرِّطُ ، تَفْرِیْطٌ - کوتاہی/قصور کرنا (II)

اَفْرَطَ: حد سے زیادہ تجاوز کرنا

تَفْرِیْطٌ - کمی، کوتاہی/قصور کرنا

اردو: افراط و تفریط، افراتفری* (بدانتظامی)

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى یَاْذَنَ لِیْۤ اَبِیْۤ اَوْ یَحْكُمَ
اللّٰهُ لِیْ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ۝۸۰

فِیْ یُوْسُفَ - یوسف کے معاملے میں

فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ - پس میں ہرگز نہیں ہٹوں گا اس سرزمین سے

بَرَحَ یَبْرَحُ ، بَرْحٌ - جگہ سے ہٹنا، چھوڑنا

حَتّٰى یَاْذَنَ لِیْۤ - یہاں تک کہ اجازت دیں مجھ کو

اَبِیْۤ - میرے والد

اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ - یا فیصلہ کردے اللہ میرے حق میں

وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ - اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا
فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝٨٠

جب وہ یوسف (علیہ السلام) سے مایوس ہو گئے تو ایک گوشے میں جا کر آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ ان میں جو سب سے بڑا تھا وہ بولا " تم جانتے نہیں ہو کہ تمہارے والد تم سے خدا کے نام پر عہد و پیمان لے چکے ہیں ؟ اور اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) کے معاملہ میں جو زیادتی تم کر چکے ہو وہ بھی تم کو معلوم ہے۔ اب میں تو یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا جب تک کہ میرے والد مجھے اجازت نہ دیں، یا پھر اللہ ہی میرے حق میں کوئی فیصلہ فرما دے کہ وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

Then, when they had despaired of Joseph they went to a corner and counselled together. The eldest of them said: "Do you not know that your father has taken a solemn promise from you in the name of Allah, and you failed in your duty towards Joseph? So I will not depart from this land until my father permits me, or Allah pronounces His judgement in my favour. He is the best of those who judge.

محمد اقبال

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۰

برادران یوسف کی مشاورت

- جب برادران یوسف عزیز مصر کی منت سماجت اور ان سے عذر و معذرت کرکے تھک گئے اور بنیامین کی بازیابی سے بالکل مایوس ہوگئے تو بے حد پریشان ہوئے اور علیحدہ بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟
- ان کے لیے یہ تصور سوہان روح بنا ہوا تھا کہ آپ اپنے باپ کو کیا منہ دکھائیں گے جن سے بڑے پکے عہدے و پیمان کیے تھے کہ وہ بھائی کو ضرور واپس لائیں گے ، وہ ایک پرانی شرمندگی (یوسف علیہ السلام والی) کیا کم تھی کہ اب ایک اور شرمندگی لے کر باپ کے سامنے جائیں
- چنانچہ بڑے بھائی نے تو صاف کہہ دیا کہ جب تک باپ اجازت نہ دے یا خدا کوئی دوسرا فیصلہ نہ کرے میں یہیں رہوں گا البتہ تم واپس وطن جاؤ اور جا کر باپ کو سارے حالات کی روداد سناؤ اور انہیں بتاؤ کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے جس کی وجہ سے اسے غلام بنالیا گیا ہے اور ہم نے اپنے علم کے مطابق گواہی دی ہے اور ہم عالم الغیب نہیں ہیں اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت الامر کیا ہے، وہی ہے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا۔ کہ وہی ہے جس کا علم بھی کامل ہے۔ اور اس کی حکمت بھی کامل۔ اس لیے اس کا ہر فیصلہ کمال علم و حکمت ہی پر مبنی ہوتا ہے۔
- بڑے (کبیر) سے مراد عمر میں بڑا یا عقل و دانش میں؟ عمر میں روبیل بڑا تھا اور عقل و دانش میں یہودا۔ مختلف مفسرین نے اس وجہ سے کسی ایک کو مراد لیا ہے۔ اغلب ہے کہ یہ یہودا تھا جو عقل و دانش میں دوسرے بھائیوں سے بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ یوسفؑ کے لیے نرم گوشہ بھی رکھتا تھا اور یوسف علیہ السلام کو مارنے کی بجائے کنویں میں ڈالنے کا مشورہ بھی اسی نے دیا تھا۔ (لیکن یہاں کون سا بھائی مراد ہے اس سے قصے کے اسباق پر کوئی فرق نہیں پڑتا)

اضافی مواد

Reference Material

توریہ اور اس کی شرعی حیثیت

توریہ کیا ہے؟

- "توریہ" عربی زبان کا لفظ ہے جسکا لغوی معنی کسی چیز کو چھپانے کا ہے۔ اس کو تعریض بھی کہا جاتا ہے
- یہ لفظ "وری" سے مشتق ہے، جس کے معنی چھپانا اور مخفی رکھنا ہے، قرآن مجید میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے:

فَبَعَثَ اللهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ **يُوَارِي** سَوْءَةَ أَخِيهِ - پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کرید رہا تھا تاکہ اس (قاتل) کو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپا سکتا ہے (5/31)

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا **يُوَارِي** سَوْءَاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىَ ذَلِكَ خَيْرٌ - اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور زینت بھی ہے اور لباس تو تقویٰ ہی کا بہتر ہے۔ (7/26)

- اصطلاحی طور پر ایسی بات کو توریہ کہا جاتا ہے جس میں کہنے والا ایک ایسی بات کرتا ہے جس سے سننے والا کچھ سمجھے لیکن بات کرنے والا اس سے کوئی اور ممکنہ معنی مراد لیتا ہو ۔یعنی بات کرنے والا اپنی بات میں قریبی اور ظاہری معانی کی بجائے دوسرے اور بعید کے معانی مراد لے رہا ہو۔

کیا شریعت میں توریہ کی اجازت ہے؟

- تقریباً تمام فقہی مسالک کے آئمہ کرام، محدثین اور مفسرین توریہ کے جواز کے قائل ہیں، اس لیے کہ اس میں شریعت کی کسی حد کی خلاف ورزی نہیں ہوتی اور اس میں کوئی بھی ایسی شرعی قباحت نہیں ہے جس سے توریہ کو ممنوع کہا جائے

توریہ اور اس کی شرعی حیثیت

قرآن واحادیث سے توریہ کا جواز ؟

1. مفسرین کرام نے قرآن مجید کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق دو آیات کو توریہ سے تعبیر کیا ہے جن میں سے ایک آیت "قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ" ہے۔ آپ نے فرمایا: بلکہ یہ (کام) ان کے اس بڑے (بت) نے کیا ہوگا تو ان بتوں سے ہی پوچھو اگر وہ بول سکتے ہیں

2. حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا قول مبارک جس میں آپ علیہ السلام نے توریہ اور تعریض کلام سے کام لیا وہ "فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ" ہے۔ (اور کہا: میری طبیعت مضمحل ہے)-[یہ اس وقت کی بات ہے جب قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو میلے پر چلنے کے لیے کہا تو آپ نے انہیں یہ جواب دیا اور پھر بعد میں آپؑ نے ان کے بتوں کو توڑ دیا]

3. توریہ کے جواز میں کافی احادیث مبارکہ کتب حدیث میں موجود ہیں۔ محدثین و مفسرین نے مختلف واقعاتِ سیرت اور احادیث کے کلمات سے توریہ کے جواز کو ثابت کیا ہے

— توریہ کے جواز میں اکثر مفسرین کرام اور محدثینِ نے حضور اکرم ﷺ کی اس حدیثِ مبارکہ سے استنباط کیا ہے "اِنَّ فی المَعَاريضِ لَمَنْدُوحةٌ عَنِ الكَذِبِ" بے شک معاریض (تعریض) میں جھوٹ سے بچنے کی گنجائش ہے)-البھیقی

— اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کی مختلف احادیثِ مبارکہ سے علمائے کرام نے تین مواقع پر توریۃً کلام کرنے کی اباحت کو بیان کیا ہے: (۱) مرد کا اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے، (۲) جنگ کے دوران، (۳) مسلمانوں میں صلح کروانے کے لیے.........

توریہ اور اس کی شرعی حیثیت

توریہ کا جواز اور اباحت

1. عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رضي الله عنها قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ : يُحَدِّثُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا ، وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ ، وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ (صحيح الترمذي) جھوٹ بولنا جائز نہیں سوائے تین صورتوں کے: آدمی اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے کہے، جنگ میں، اور لوگوں میں صلح کرانے کے لیے۔

2. عن أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ رضي الله عنها ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ : لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا (صحيح مسلم) وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے مابین صلح کرواتا ہے۔ وہ کلمۂ خیر کہتا ہے اور خیر والی چغلی کھاتا ہے

دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرواتے وقت صلح کروانے والا فریقین کے ساتھ اپنی طرف جو باتیں خیر، بھلائی اور خیر اندیشی پر مشتمل کرتا ہے وہ جھوٹ نہیں ہیں بلکہ وہ توریہ اور معاریض ہیں

3. سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نکلے، رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کر رہے تھے، اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہیں ان کے ایک دشمن نے پکڑ لیا تو اور ساتھیوں نے انہیں جھوٹی قسم کھا کر چھڑا لینے کو برا سمجھا (لیکن) میں نے قسم کھالی کہ وہ میرا بھائی ہے تو اس نے انہیں آنے دیا، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ اور لوگوں نے تو قسم کھانے میں حرج و قباحت سمجھی، اور میں نے قسم کھالی کہ یہ میرے بھائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے سچ کہا، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (سنن ابن ماجه و مسند احمد)

خلاصہ: توریہ جھوٹ نہیں ہے اور نہ جھوٹ کا حصہ ہے بلکہ جھوٹ سے الگ ہے، توریہ یا تعریض اصل واقعہ کے اعتبار سے صدق پر مشتمل ہوتا ہے۔ دین و شریعت میں اس کی اجازت ہے، توریہ کے جواز کے لیے شرائط اور ضوابط مقرر ہیں

آیات ٦٩ - ٨٠ (رموز واسباق)

- یوسف علیہ السلام کی سیرت کا ایک سبق۔نیک خصلتوں پہ دوام: کینہ رکھنے سے پرہیز، اور قدرت رکھتے ہوئے انتقام نہ لینا
- خدا کی قسم اٹھانا، گناہ کے ارتکاب اور فساد پھیلانے سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے جائز ہے۔ (صفائی پیش کرنے کے لیے قسم اٹھائی جاسکتی ہے)
- چوری کا عمل، زمین پر فساد پھیلانے کے مترادف ہے۔
- پختہ شک کی بنیاد پر چوری کا الزام لگایا جاسکتا ہے
- گمشدہ چیز کے لیے انعام مقرر کیا جاسکتا ہے۔
- جرم کو سامنے لانے، پہچان کرنے اور مجرم کو گرفتار کرنے کے لیے انعام کا معین کرنا جائز ہے
- بے گناہ شخص کا مجرموں کی جگہ پر اپنے آپ کو پیش کرنا سبب نہیں بن سکتا کہ اس کو سزا دینا جائز ہے (کسی ایک کے جرم پر کسی دوسرے کو سزا دینا جائز نہیں ہے)
- حکام کا گناہ کاروں کی جگہ پر بے گناہوں کو سزا دینے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔
- حقائق و واقعات کو اس طرح بیان کرنا کہ مخاطب اس کے برخلاف سمجھے اس کو توریہ کہتے ہیں اور یہ کام جائز اور مشروع ہے
- جب توریہ کرنا ممکن ہو تو مصلحتاً جھوٹ بولنے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔

آیات ٦٩ - ٨٠ (رموز واسباق)

- یوسف علیہ السلام کی سیرت کا ایک سبق۔نیک خصلتوں پہ دوام: کینہ رکھنے سے پرہیز، اور قدرت رکھتے ہوئے انتقام نہ لینا
- خدا کی قسم اٹھانا، گناہ کے ارتکاب اور فساد پھیلانے سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے جائز ہے۔ (صفائی پیش کرنے کے لیے قسم اٹھائی جا سکتی ہے)
- چوری کا عمل، زمین پر فساد پھیلانے کے مترادف ہے۔ پختہ شک کی بنیاد پر چوری کا الزام لگایا جا سکتا ہے
- ضمانت دینا جائز ہے اور قانونی ہے۔
- طلبگار کی رضا، ضمانت کے صحیح ہونے میں شرط نہیں ہے
- افراد کے ماضی کا اچھا ہونا ان کی بے گناہی کی علامت ہے۔
- قوانین کا احترام اور پاس کرنا (Law of Land) حتیٰ کہ غیر الٰہی نظام میں بھی ضروری ہے۔
- اپنے حلف اور عہد کی پاسداری انسان کے اچھے اخلاق و کردار کی عکاسی ہے، ہر صورت وعدہ کی پاسداری کرنی چاہیے
- اجتماعی معاملات میں مشاورت کی اہمیت (انفرادی معاملات سے زیادہ ہے)
- مادی وسائل اور اسباب مشیت الٰہی کی تدبیر کے تابع ہیں۔
- انسانوں میں مقامات اور درجات میں مختلف مراحل ہوتے ہیں۔(نرفع درجات من نشاء)
- انسانوں میں دانش و علم کے اعتبار سے مختلف مراتب ہیں (وفوق کل ذی علم علیم)

قرآن مجید میں قسم/ قسم اٹھانے کے لیے الفاظ

حروفِ قسم :

1. وَاو : اس کو واوِ قسمیہ (واو القسم) کہتے ہیں - مثالیں (۱) وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ، (۲) وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ، (۳) وَٱلْعَصْرِ
2. تَاء (ت) : اس کو تا قسمیہ (تاء القسم) کہتے ہیں - تَ (اسمیہ) صرف اللہ کے ساتھ قسم کھانے کے لیے مخصوص ہے
مثالیں (۱) تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ، (۲) تَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم
3. بَا (بَ) : اس کو با قسمیہ (بَاء القسم) کہتے ہیں - مثالیں (۱) باللهِ لَأَفْعَلَنَّ
4. لَام (لَ) : اس کو لام قسمیہ (لَام القسم) کہتے ہیں - یہ قرآنِ مجید میں استعمال نہیں ہوا

- قَسَمَ : کے معنی تقسیم کرنا یا بانٹنا (قُسَامت : وہ قسمیں جو خون کے بدلے اولیاء کو مشکوک قبیلے کے لوگ دیتے تھے)
قسم کا لفظ کسی شک کو دور کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے - وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ
- يَمِيْن : یہ الزام رفع کرنے کے لیے آتا ہے (البَيِّنَةُ عَلَى المدَّعِي، وَاليَمِينُ عَلَى المدَّعَى عَلَيْهِ - بار ثبوت یعنی شہادت فراہم کرنا مدعی کے ذمے اور وہ یہ نہ کر سکے تو مدعا علیہ کے ذمے قسم ہے)

عرب میں جب کسی وعدے کی توثیق مطلوب ہوتی تو لوگ يَمِين (داہنا ہاتھ) دوسرے شخص کے داہنے ہاتھ کے اوپر مارتا، تو اس سے لفظ یمین قسم کے معنی میں استعمال ہونے لگا، اس کی جمع اَیمَان آتی ہے
لَاَّ يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيَ أَيْمَانِكُمْ – اللہ تمہاری بے معنی قسموں پر تمہاری گرفت نہیں کرتا

قرآن مجید میں قسم/قسم اٹھانے کے لیے الفاظ

- **حَلْف** : حَلَفَ کے معنی کسی بات پر ثابت قدم رہنا۔ حلف وفاداری: دوستی کے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہنے کی قسم وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ - اب وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ اگر ہم چل سکتے تو یقیناً تمہارے ساتھ چلتے۔(9:42)
- **اِيْلَا** : اپنی بیوی سے علیحدہ رہنے اور جنسی تعلقات منقطع کرنے کی قسم اٹھانا- دورِ جاہلیت میں لوگ اس طرح کی قسموں سے بیویوں کو بہت تنگ اور پریشان کرتے، شریعت نے اس کی زیادہ سے زیادی مدت چار ماہ مقرر کر کے اس قباحت کا سدِ باب کر دیا۔
  لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ -(2:226) جو لوگ اپنی عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھے ہیں، اُن کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے اگر انہوں نے رجوع کر لیا، تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے
- **اَلِيَّة** : (ألا يَألُو ، ألْوًا ۔ کسی کام میں کوتاہی کرنا، قسم کھانا)- اَلِيَّة کے معنی قسم، ایسی قسم جس میں قسم کھانے والے کو تکلیف اور کوتاہی کا سامنا کرنا پڑے- کوئی اچھا کام پورا نہ کرنے کی قسم کھانا
  وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ -(24:22) تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب مقدرت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اپنے رشتہ دار، مسکین اور مہاجر فی سبیل اللہ لوگوں کی مدد نہ کریں گے